© rasailojaraid.com

چھوٹے لڑکون کی شادی

ہمارے دیار ہند مین اہل اسلام مین (بہ تقلید ہنود) نابالغ لڑکون کی شادی کا ایسا رواج ہے کہ جوان ہوکر شادی کرنا گویا امر معیوب ہوگیا ہے۔ حتی کہ جس لڑکے کی چھٹپن مین شادی نہ ہوجائے اُسکو جوان ہوکر اپنی قوم مین مُشکل سے رشتہ ملتا ہے۔

یہہ رسم مسلمانون کے مذہب و معاشرت دونون کو بہت ضرر و نقصان پہنچاتی ہے

اوّل ضرر اسکا یہہ ہے کہ لڑکا شروع سنہ بلوغ سے (جو اسکی تکمیل و تحصیل کا وقت ہوتا ہے) اپنے عیش مین مصروف ہوجاتا ہے جس سے وہ تحصیل علم و ہنر سے رہ جاتا ہے اور جب کچھہ اولاد ہوجاتی ہے تو وہ اس عیش کو بہی بہول جاتا ہے اور ٹکڑے کمانے کے فکر مین پڑجاتا ہے پہر اس بے علمی و نالائقی پر بجز ٹوکری اُٹھانے یا دو چار روپیہ کی نوکری کرنے کے اور کچھہ نہین کرسکتا۔ پہر اسمین ایسا مصروف و مستغرق ہوتا ہے کہ مذہبی فرائض و حقوق (نماز روزہ) کے ادا کرنیسے بہی رہ جاتا ہے۔

اور اگر اہل اسلام اپنی اولاد کی پہلے دین و دُنیادی علوم و فنون کی تعلیم کی تکمیل کرین پہر جب اِن علوم سے دینی و دنیوی نتائج پیدا کرین اور کسی اعلیٰ منصب دینی یا دُنیوی کو حاصل کرین تب اُنکے نکاح کا بندوبست کرین تو وہ اِس ذلّتِ دُنیاوی و عذاب اخروی سے بچ سکین۔ جو لوگ اپنے بیٹون کی شادی کردینا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہین (جو خدا اور رسول کے نزدیک فرض نہین ہے) اور ہزارہا روپیہ خرچ کرکے اِس فرض کو ادا کرتے ہین۔ اگر وہ بجائے اِس خیالی فرض کے اِنکی تعلیم کو فرض سمجھہ کر وہی روپیہ یا اس سے نصف یا ربع اِس تعلیم پر صرف کرین۔ اور شادی کرنا ان ہی کے ذمہ پر ڈالدین تو وہ اِس تعلیم کے ذریعہ سے عُمدگی و شائستگی کے ساتھہ شادی کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سامان و اسباب خود بہم پہنچالین اور ضرورت اور موقع دیکھہ کر اپنی شادی خود کرلین۔ ہمارے ہادی و رہنما (خدا تعالی اور اُسکے رسول) نے ہمکو یہہ کہین ترغیب یا اجازت نہین دی کہ ہم بدون حصولِ لیاقت اپنے لئے یا اپنے چہوٹے بچون کے لئے سب سے پہلے نکاح کی فکر کرین پہر جو دینی یا دُنیاوی لوازم و اسباب نکاح ہین انکی تلاش مین پڑین۔ بلکہ برخلاف اسکے صاف فرمایا ہے (چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین آچکا ہے)

عن عبد الله قال لنا رسول الله یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء (بخاری ص۷۵۸ مسلم ص۴۴۹)

کہ اے جوانون کی گروہ جو تم مین استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح آنکہہ و شرمگاہ کو بچاتا ہے۔ اور جسکو طاقت نہ ہو وہ روزہ رکھے اسکو وہی خصی کردیگا۔

شارحین حدیث نے کہا ہے کہ استطاعت کے یہہ معنے نہین کہ صرف قوۃ باہ رکہتا ہو۔ یہہ معنے ہوتے

فیه حذف مضاف ای مؤنة الباءة من المهر والنفقة لان قوله ومن لم یستطع عطف علی من استطاع ولو حمل الباء علی الجماع لم یستقم قوله فان الصوم له وجاء (**مرقاۃ**)

تو استطاعت نہ ہونے کی حالت مین آن حضرت خصی ہونے کے لئے روزہ رکہنے کا ارشاد نہ فرماتے کیونکہ جو قوت باہ نہین رکہتا وہ خود خصی ہوتا ہے۔ اسکو روزہ سے خصی کرنے کی کیا حاجت ہے بلکہ اس سے مراد یہہ ہے کہ وہ اس قوت کو کام مین لانے کے اسباب و سامان (زوجہ کا مہر و نفقہ وغیرہ) بہم پہنچا سکے۔ اور جس نے اس سے

قلت (وانا ابو سعید) ومن اراد به قوة الجماع فسر الاستطاعة بقدرته علی مؤنة الجماع فلا خلاف حقیقة ومآلاً قال النووی اختلف العلماء فی المراد بالباءة علی قولین یرجعان الی معنی واحد اصحهما المعنی اللغوی و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالجماع فتقدیرہ من استطاع منکم الجماع لقدرتہ علی مؤنتہ وھی مؤن النکاح فلیتزوج ومن لم یستطع لعجزہ عن مؤنتہ فعلیہ بالصوم لیدفع شھوتہ الخ **شرح مسلم**	قوت اجماع مراد رکھی ہے اسکے نزدیک بھی جماع کی استطاعت سے یہی مراد ہے کہ وہ اُس کے سامان واسباب بہم پہنچا سکے۔

یہہ ارشاد نبوی اس ارشاد خداوندی کے مخالف نہین ہے جو سورۂ نور مین ہوا ہے۔

وانکحو الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ۔ (نور ۴۷)	کہ تم اپنے نیک غلامون اور لونڈیون کے نکاح کردو۔ اگر وہ فقیر ہین تو خدا انکو اپنے فضل سے غنی کردیگا۔

کیونکہ اس ارشاد مین یہہ بیان نہین ہے کہ وہ ایسے فقیر ہون جن مین مال پیدا کرنے کی اور خانہ داری کے سامان واسباب بہم پہنچانے کی طاقت ولیاقت بھی ہو بلکہ خدا تعالیٰ کا انکو نیک کہنا۔ اور اپنے فضل سے انکو غنی کردینے کی بشارت ووعدہ دینا اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان مین غنی ہونے کی (جو نکاح کے لئے ایک

ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحًا حتی یغنیھم اللہ من فضلہ (نور ۴۸)	لازم امر ہے) لیاقت موجود ہے۔ اسی نظر سے خدا تعالیٰ نے اسکے ساتھہ ہی فرمایا ہے کہ جو لوگ

نکاح اپنے کا سامان نہ پاوین وہ صبر کرین یہانتک کہ خدا تعالیٰ انکو اپنے فضل سے غنی کردے۔

ایک حدیث مین ذکر ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا۔ آن

عن سھل بن سعد قال قامت امرأۃ فقالت یا رسول اللہ انھا قد وھبت نفسھا لک فلم یجبھا۔ فقام رجل فقال یا رسول اللہ انکحنیھا قال ھل عندک من شیٔ قال لا	حضرت نے ارشاد فرمایا تیرے پاس کچھہ مال ہے اس نے عرض کیا کچھہ نہین ہے آپ نے فرمایا جا کچھہ تلاش کر کچھہ نہ ہو تو لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گیا پھر آیا

© rasailojaraid.com

+ اسلئے کہ نالائق فقیر کا نیک ہونا مشکل ہے کیونکہ بحکم کاد الفقر ان یکون کفرا اسکا بیدین ہوجانا بھی ممکن ہے ۱۲ حاشیہ

© rasailojaraid.com

قال اذھب فاطلب ولو خاتمًا من حدید فذھب فطلب ثم جاء فقال ما وجدت شیئًا ولا خاتمًا من حدید فقال ھل معک من القران شیء قال ھی سورۃ کذا وکذا قال اذھب فقد انکحتکھا بما معک من القران صحیح بخاری ص۷۷۲۔

اور عرض کیا یا رسول اللہ مین نے لوہی کی انگوٹھی بہی نہین پائی۔ آن حضرت نے فرمایا تجھے کچھ قرآن کا بہی علم ہے۔ اسنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ فلان فلان سورتین یاد ہین۔ آن حضرت نے فرمایا ہم نے تجہہ سے انکے سبب (یا عوض) اس عورت کا نکاح کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے لئے اول تو مال کا ہونا ضروری ہے۔ اور اگر مال نہ ہو تو علم بھی اسکے قایم مقام ہوسکتا ہے کیونکہ وہ غنا عاجل یا آجل دینی یا دنیوی کا ذریعہ ہے اور لیاقت کا وسیلہ ہے۔

ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک عورت (فاطمہ بنت قیس) نے معاویہ اور ابوجہم سے نکاح کرنے کی بابت آن حضرت سے مشورہ چاہا تو آن حضرت نے فرمایا کہ ابوجہم تو ہر وقت اپنی لاٹھی کندہے پر رکہتا ہے۔

عن فاطمۃ بنت قیس قالت ذکرت لہ ان معاویۃ بن ابی سفیان و ابا جہم خطبانی فقال رسول اللہ اما ابو جہم فلا یضع عصاہ عن عاتقہ واما معاویۃ فرجل صعلوک لا مال لہ انکحی اسامۃ بن زید (مسلم ص۴۸۳ جلد ۱)

یعنے عورتون کو مارتا رہتا ہے۔ اور معاویہ فقیر ہے مالدار نہین ہے۔ تو اسامہ بن زید سے نکاح کر۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لیاقت مالداری کے موجود ہونے پر بھی دم نقد مالداری کو ترجیح ہے۔ امیر معاویہ مین مالدار ہونے کی لیاقت تو ایسی تھی کہ انھون نے حضرت علی مرتضی سے خلافت کو چھین لیا۔ اور اسلام مین اول الملوک کہلایا۔ پر دم نقد مالدار نہ ہونے کے سبب آن حضرت نے اسامہ بن زید کو ان سے مقدم کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت نے سعد بن ربیع انصاری اور عبدالرحمن بن عوف (جو عشرہ مبشرہ سے تہی) رابطہ دوستی واخوت اسلامی کردیا تھا جس پر سعد نے

عن انس لما قدم عبد الرحمن بن عوف آخی النبی صلعم بینه وبین سعد بن الربیع الانصاری وعند الانصاری امرئتان فعرض علیه ان یناصفه اهله وماله فقال بارک الله لک فی اهلک ومالک دلونی علی السوق فاتی السوق فربح شیئا من اقط وشیئا من سمن فراٰه النبی صلعم بعد ایام وعلیه وضر من صفرة فقال مهیم یا عبد الرحمن فقال تزوجت انصاریة

صحیح بخاری ص ۷۵۹

چاہا کہ اپنی دو عورتون سے ایک کو طلاق دیکر عبدالرحمن بن عوف سے اسکا نکاح کرادے عبدالرحمن بن عوف نے جواب دیا کہ خدا تمہارے عیال مین تمہین برکت دے مجھے تم بازار بتاؤ۔ پس وہ بازار آئے۔ اور اسمین چند روز پنیر گھی وغیرہ کی تجارت کی جب کچھہ مال پیدا ہوا تو نکاح کرلیا۔

اس حدیث مین صاف بیان ہے کہ اکابر صحابہ باوجود لیاقت وکمال علمی نکاح پر جرات نہ کرتے جب تک کہ کچھہ مال واسباب نکاح بہم نہ پہنچا لیتے۔

بالجملہ ان احادیث سے ثابت ہے کہ بلا حصول لیاقت استطاعت اسباب وسامان نکاح نکاح کا طالب ہونا اور نادان ونالائق بچون کے پانون مین نکاح کی بیڑی ڈالدینا ہدائیت بانی اسلام وسیرت سلف اہل اسلام کے مخالف ہے۔

افسوس اس ہدائیت وسیرت اسلام واسلاف اسلام کو مسلمانون نے چھوڑ دیا اور غیر مذہب اقوام نے اسکو سیرت بنالیا۔

انگریزون کو دیکھو اپنی اولاد کی تعلیم کو (دینی نہ سہی دنیوی سہی) سب سے مقدم کرتے ہین۔ جسقدر ہمارے بھائی مسلمان اپنی اولاد کے بیاہ شادیون پر روپیہ خرچ کرتے ہین وہ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت مین صرف کرتے ہین۔ جب وہ تحصیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علوم کی تکمیل کر لیتے ہین تو اُنکو تحصیل مال (بذریعہ نوکری و تجارت) کی طرف متوجہ کرتے ہین - جب وہ لاکہون یا ہزارون روپیہ کے مالدار ہوجاتے ہین تب شادی کا خیال کرتے ہین پہر اس لیاقت وجمعیت کے ذریعہ سے اس شادی سے بے فکری و خوشی کے ساتہہ کامرانی کرتے ہین - انگریزون مین ہزارون مین ایک ہوگا جو قبل تکمیل تحصیل وعلم وزر کے شادی کر بیٹہا ہو پہر بیوی بچون کی تربیت وخبرگیری کے لئے ٹوکری اُٹہاتا ہو یا دو چار پانچ کی نوکری مین مارا مارا پہرتا ہو -

اور مسلمانون مین ہزارون ایسے ہین جنکے مان باپ ہزارون روپیہ قرض اُٹہاکر انکی شادی کر دیتے ہین اور اُنکی تعلیم مین ایک روپیہ خرچ نہین کرتے - جب وہ بلوغت کو پہنچتے ہین تو چند روز عیش مین مصروف ہوتے ہین - جب باپ مرا یا بیکار ہوا اور اُنکے گہر مین کوئی لڑکا بالا پیدا ہوگیا تو اُنکو سب سے پہلے اس قرض کا غم ہوا جو اُنکی شادی پر اُٹہایا گیا تہا - باپ کا گہر تو اُسکے ادا کرنے مین فروخت ہوا پہر بیٹے کا بالا ٹپڑا - پہر کسی نے کُہرپا کسی نے کلہاڑہ کسی نے کہرپہ کسی نے ٹوکرہ ہاتہہ مین لیا - اور رات دن سر پٹخا - پہر اتنا مال ہاتہہ مین نہ آیا جسمین کُنبہ کا پیٹ بہرے - پہر رات دن میان کو بیوی نے اور بیوی بچون کو میان نے کوسنا شروع کیا کہ خدا تمہین غارت کرے جنہون نے ہمکو اس جنجال مین پہنسایا - کبہی اس نامہربان باپ کو (جس نے علم نہ سکہایا تہا) ہی کچہہ سُنادیا کہ خدا اسکا جہنم گہر کرے جس نے ہمکو کسی لائق نہ بنایا اور بیاہ مین پہنسایا - اور کبہی اپنی ابتداء جوانی کا جوش و عیش یاد آگیا - اور اس مصرعہ کو مرثیہ بنایا ہے کہ عشق آسان نمود اول ولے اُفتاد مشکلہا -

اے مسلمانان اب ہی سمجہو - اپنے پیغمبر کی ہدایت و اپنے اسلاف کی سیرت پر چلو - اور اپنے حال زار پر کچہہ عبرت پکڑو اور رحم کرو -

دوسرا امر [illegible] ان امور مین جو نکاح سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مطلوب ہین (جیسے عورت کا کارروائی مرد کے لائق ہونا مرد کا عورت کے لائق ہونا عورت کی صورت کا مرد کو پسند ہونا - مرد کی صورت کا عورت کو پسند ہونا - مرد کا کما ؤ (ادنی درجہ کا سہی) ہونا عورت کا امور خانہ داری مین ہوشیار ہونا دونون کا نیک چلن و پارسا ہونا وغیرہ وغیرہ) حال نہین کھلتا - اور بعد نکاح جب شباب کو پہنچتے ہین تو اُن امور مین طرفین نالائق نکلتے ہین - کبھی مرد نامرد کبھی عورت عورتون کے کام مین نالائق - کبھی مرد عورت کی صورت کو پسند نہین کرتا اور دوسری جگہہ نگاہ رکھتا ہے - کبھی عورت مرد کی صورت یا قامت شباب کو پسند نہین کرتی اور دوسری جگہہ خراب ہوتی ہے - وعلی ہذا القیاس - آخر نوبت طلاق ہوتی ہین یا عورت معلقہ رہکر دوسری جگہہ خراب ہوتی ہے - مرد دوسری جگہہ - اور اگر عین شباب مین نکاح کرے اور طرفین ایک دوسرے کو دیکھہ لین اور اُس وصف کا جسکی طلب رکھتے ہین ایک دوسرے مین معائنہ مشاہدہ و تجربہ کرلین تو یہہ مفاسد کیون پیدا ہون -

اسی نظر سے بانی اسلام و ہادی اسلام (علیہ التحیہ والسلام) نے نکاح کرنے کا حکم اہل شباب کو دیا اور حدیث سابق الذکر مین اُن ہی کو اس حکم مین بہ لفظ یامعشر الشباب مخاطب کیا - اور صاف ارشاد کیا جسمین اس کام کے لئے قوت ہو اور وہ اس قوت کے کام مین لانیکے لئے اسباب و سامان بہم پہنچانیکی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے

ایک حدیث مین آیا ہے تم مین سے جب کوئی کسی عورت سے نکاح کا پیام کرے تو جس بات یا جس وصف کی نظر سے وہ اسکا نکاح چاہتا ہے اس بات کو اسمین دیکھہ سکے تو دیکھہ لے - راوی حدیث (جابر بن عبد اللہ صحابی) کہتا ہے میں نے ایک عورت سے نکاح کا پیام کیا - [illegible] چھپ کر دیکھہ لیا کرتا جو

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ اذا خطب احدکم المرأۃ فان استطاع ان ینظر الی ما یدعوہ الی نکاحھا فلیفعل [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حتی رایت منہا مادعانی الی نکاحہا و تزوجہا۔ رواہ ابوداؤد والشافعی عبدالرزاق و ابن زید ۲۸۳ عن جمعہ

جو مجھے اس سے مطلوب تھا۔ یہاں چھپ کر دیکھنا اس لئے ہوگا کہ ظاہراً دیکھنے سے کوئی مانع ہوگا۔ اور اگر ظاہراً دیکھنے سے کوئی مانع نہ ہو تو ظاہراً دیکھنا بھی جائز ہے چنانچہ آن حضرت نے اس عورت کو (جس نے آن حضرت سے نکاح چاہا تھا پھر آپ نے خود نہ کیا اس شخص سے کر دیا جسکے پاس بجز علم قرآن کچھ نہ نکلا تھا) برملا دیکھا صحیحین میں ہے کہ آن حضرت نے اسکی جانب زیر و بالا مین نظر کی۔

فصعد النظر فیہا وصوبہ (صحیح بخاری)

ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ مغیرہ نے ایک عورت سے نکاح کا پیام کیا آن حضرت نے اسکو حکم دیا کہ تو اُسے دیکھ لے تاکہ تم مین موافقت رہے۔

عن المغیرۃ بن شعبہ انہ خطب الی امراۃ فقال النبی صلعم انظر الیہا فانہ احری ان یؤدم بینکما۔ رواہ اکثر اصحاب السنن و ابن حبان صححہ

ایک اور حدیث مین آیا ہے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کا پیام کیا آن حضرت نے اسکو حکم دیا کہ اسکو دیکھ لے کیونکہ انصار کی آنکھ مین کچھ نقصان ہوتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال خطب رجل امراۃ فقال النبی صلعم انظر الیہا فان فی اعین الانصار شیئاً۔ رواہ احمد و رواہ مسلم عن ابی حازم

اسی قسم کی اور بہت احادیث ہین جنکی تفصیل مین تطویل منظور ہے یہہ مردون کے لئے منکوحہ کے معائنہ کی اجازت و ترغیب ہے۔ عورتون کے لئے اگرچہ قبل از نکاح معائنہ ازواج کی اسقدر ترغیب پائی نہین گئی مگر جوان عورتون کو نکاح کرنے مین خود مختار رہنا اور ولی کو بلا اجازت جوان لڑکی کے نکاح کا اختیار نہ دینا۔ اور بحالت نارضامندی لڑکی کے ولایت ولی کو ساقط کر دینا صاف مظہر ہے کہ انکو بھی پہلا معائنہ کا حق حاصل ہے [illegible] رضا یا عدم رضا ظاہر کر سکین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک حدیث مین آیا ہے ایک جوان لڑکی نے آن حضرت کے پاس شکایت کی

عن ابن عباس ان جاریۃ بکراً اتت رسول اللہ صلعم فذکرت ان اباھا زوجھا وھی کارھۃ فخیرھا النبی صلعم رواہ احمد ابوداؤد	کہ اسکے باپ نے اسکا ایک شخص سے نکاح کردیا تھا جسکو وہ پسند نہین کرتی آن حضرت نے اُسکو فسخ کا اختیار دیا۔
عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ لاتنکح الایم حتی تستامر ولاالبکر حتی تستاذن۔ رواہ الشیخان وغیرہ۔	ایک حدیث مین عام ارشاد ہے کہ بیوہ عورت کا نکاح اسکے حکم کے سوائے نہ ہو اور باکرہ کا نکاح اسکے اذن کے سوائے نہو

بالجملہ ھعائینہ اسلام کی قدیمی سنت ہے اور اسی کے موافق جمہور علماء کا مذہب وفتوی ہے گویا یہہ اسلام کی جمہوری سنت ہے۔

افسوس یہہ سنت بہی مسلمانون سے انگریزون نے چہین لی۔ اگرچہ ان مین اس مین زیادتی بہی ہوگئی ہے کہ وہ انگیجمنٹ کے بعد اور شادی کے پہلے خلوت وغیرہ بہی کرلیتے ہین۔ مگر مسلمان اُس زیادتی کو ان ہی کے حصہ مین رہنے دین اصل سنت اسلام کو تو اب انسے لے لین۔ اور جب نکاح کرین عالم شباب مین کرین اور قبل نکاح منکوحہ کے چال چلن صورت شکل دین علم وغیرہ اوصاف کا جنکے طالب ہون۔ تجربہ و مشاہدہ کرلیا کرین۔ تاکہ پیچہے کر طلاق و فراق یا تعلیق وغیرہ کے مفاسد سے محفوظ رہین۔

تیسرا ضرر یہہ کہ اسمین قبل از وقت نزول بلا کے تعجیل پائی جاتی ہے۔ شادی ایک بلا ہے جسکو شادی مرگ کہا جائے تو روا ہے۔ پہر اسکو قبل از وقت مزورت اپنے اور اپنی اولاد کے گلے مین ڈال دینا بے ضرورت بلا مین پہنسنا اور پہنسانا ہے میری یہہ بات نوجوانان شائقین نکاح کے لئے تو موجب تعجب ہوگی۔ مگر اُن بڈہون کو جو [illegible] اور وہ جو رد یکہون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے فتنوں سے جان بہ لب ہو کر اپنی یا اپنی اولاد کی موت چاہتے ہین پوچھنا چاہئے کہ یہہ بات کیسی بات ہے ؟۔

اسمین شک نہین کہ شادی لذات و منافع کا عمدہ ذریعہ ہے اور حفظ صحت شخصی اور بقاء نسل نوعی کے لئے خدا تعالٰی نے ایک ہی ذریعہ پیدا کیا ہے۔ مگر ان منافع و لذات کے ساتھہ ان ضررون و نقصانون کا لحاظ بہی واجبات سے ہے جو اس شادی اور اسکے نتایج سے پیدا ہوتے ہین۔

دینی ضرر و نقصان شادی کے یہہ ہین کہ انسان بیوی بچون کے شغل مین خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ انکے سبب خدا کے گناہ کرتا ہے۔ انکی تکالیف سے تنگ ہو کر انکی حق تلفی کرتا ہے الہی قسم کے صدہا گناہ ہین جنکا شمار دشوار ہے اسی نظر سے خدا تعالٰی نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو تمہاری بعض بیویان اور اولاد تمہاری دشمن ہین انسے بچو۔ اور فرمایا تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے بلا ہین۔

یا ایہا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروہم۔ انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر عظیم (التغابن ع ۲)

اور آنحضرت نے فرمایا کہ دنیا شیرین اور سبز رنگ ہے اور اللہ نے تمکو اسمین اپنا خلیفہ کیا ہے وہ دیکھتا ہے تم کیسے عمل کرتے ہو۔ پس دنیا سے بچو اور عورتون سے بچو۔ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتین تہین۔ مین نے اپنے بعد عورتون سے بڑہ کر کوئی ضرر رسان بلا مردون کے لئے نہین چھوڑی۔

عن ابی سعید رض قال قال رسول اللہ صلعم ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیہا فناظر کیف تعلمون فاتقوا الدنیا واتقوا النساء فان اول فتنۃ بنی اسرائیل کانت النساء اخرجہ مسلم والنسائی وعندہ فما ترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النساء۔ (تیسیر الوصول)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وعن حنظلۃ یا رسول اللہ نکون عندک تذکرنا بالنار والجنۃ کانا رای عین فاذا خرجنا من عندک وعافسنا الازواج والاولاد والضیعات نسینا کثیرا فقال رسول اللہ صلعم والذی نفسی بیدہ لو تدومون علی ما تکونون عندی وفی الذکر لصافحتکم الملائکۃ علی فرشکم وعلی طرقکم ولاکن یا حنظلۃ ساعۃ فساعۃ۔ رواہ مسلم وروی عن ابی ہریرہ بمعناہ بمعناہ۔

حضرت خنظلہ رضؓ اور حضرت ابوبکر رضؓ نے آنحضرت کے حضور مین عرض کیا کہ جب ہم آپکے پاس بیٹھتے ہین اور آپ بہشت دوزخ کا ذکر فرماتے ہین تو ہم ایسے ہوتے ہین کہ گویا دوزخ وبہشت کو آنکھہ سے دیکھتے ہین۔ اور جب بیوی بچون سے اختلاط کرتے ہین تو خدا کو بہول جاتے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ اگر تم اس حالت پر جو تمہین میرے پاس رہکر حاصل ہوتی ہے اور خدا کی یاد مین رہو تو تمسے فرشتے راستون مین اور تمہارے فرشون پر مصافحہ کرین

اور دنیاوی ضرر شادیون کے ہرایک پر جو دنیا مین رہتا ہے عیان ہے۔ کہ پہلے لڑکون کے والدین کسقدر اسمین زیربار ہوجاتے ہین جنکے پاس کچھہ نہین ہوتا تو وہ ہزارہا روپیہ کے املاک فروخت کرکے بہم پہنچاتے ہین یا سودی قرض اُٹھاتے ہین پہر انکی اولاد اپنی بیوی بچون کی پرورش کے لئے کسقدر تکالیف و نقصان اُٹھاتے ہین۔

ان ضررون کے بیان سے یہہ مقصود نہین ہے کہ نکاح کرنا ہرحال بُرا ہے اور خدا کو ناپسند اس لئے اس سے کُلی اجتناب لازم ہے۔ بلکہ **مقصود** یہہ ہے کہ جیسے نکاح مین فوائد ولذات ہین ایسے ہی نقصان وعقوبات بہی ہین۔ یہہ ایسا حلوا بے دودہ نہین ہے کہ بے تکلف وبلا مشقت ہر ایک کے حلق سے اُتر جائے بلکہ یہہ ایسا حلوا ہے جسکے کہانے کو برطبق مثل۔ حلوا خوردن را روئی باید بڑا مُنہہ اور قوی معدہ چاہئے اور کہانے والا ایسا ہو جو اسمین مبتلا ہوکر دین دُنیا

[illegible]

© rasailojaraid.com

مین اُنفع اُٹھاوے - لہذا چھوٹے لڑکون کے والدین کو مناسب ہے کہ پہلے ہی سے اِس حلوے کو انکے مُنہہ سے نہ باندہ دین بلکہ انکو اسکے ہضم کرنے کے لائق ہونے دین - قبل از وقت ضرورت اور اسکے تحمل کے یہہ بلا انکے گلے نہ ڈال دین بلکہ انکو ہوشیار اور اِس لائق ہونے دین کہ وہ اِسکے منافع و مضار کو سمجھ کر انکا موازنہ کر سکین - پہر اگر وہ اپنی ضرورت اور فائدہ اِسمین یقینًا دیکھین اور اِسکے مقابلہ مین جو تکالیف و نقصانات دینی و دُنیوی اِس سے متصور ہین اِنکے تحمل کی طاقت بہم پُہنچالین یا انکی مدافعت کی کچھہ تدبیر کر سکین تب اِس بلا کے طالب ہون ورنہ اِس شعر پر عمل کرین - ؎

بدریا دُر منافع بیشمار است　　اگر خواہی سلامت بر کنار است

بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ والدین لڑکون کی شادی پر ہزارہا روپیہ خرچ کرتے ہین اور وہ ہنوز بلوغت کو نہین پُہنچتی اور اِس شادی سے کوئی نتیجہ دنیوی یا دینی نہین نکال سکتے کہ حضرت ملک الموت مُردون کی برات مین شامل ہونے کا نوید لیکر آموجود ہوتے ہین اسوقت لڑکے کے والدین سے پوچھا جاوے کہ کیون صاحب وہ روپیہ آپکا آخرت کے لئے تو تہا ہی نہین دُنیا مین کس کام آیا اور جس مطلب کے لئے وہ صرف کیا تھا وہ کہان نکلا - اور لڑکی کے اَبا جان سے پوچھنا چاہئے کہ کیون حضرت تمہارے روپیہ کے برباد ہونے سے علاوہ تمہارے لڑکی کی عمر اب کیونکر کٹیگی - نہ وہ دوسری جگہہ بیاہی جائیگی کیونکہ تمہارے عالیخاندان مین دوسرا نکاح کرنا لڑکی کو دو خصمی بنانا ہے - اور نہ اِسکی عمر بلی رنج و الم بسر ہوگی - اب فرمایئے چہوٹی عمر مین شادی ہوئی یا غمی -

بعض دفعہ یہہ ہی اتفاق ہوتا ہے کہ طرفین کے والدین اس خرچ کئے پر پچھتاتے اور پچھتا کر تنگ آکر ایک دوسرے پر عدالت مین دعوی کرتے ہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دہ مہر کا دعویدار ہوتا ہے یہہ واپسی جہیز کا مدعی بنتا ہے پہر ایک سال دو سال اس فضیحتی مین گزرتے ہین اس شادی سے رہا سہا مال مقدمات مین صرف ہوجاتا ہے یہہ بھی اس نافرمانی خدا اور رسول کی سزا ہے جس سے اس شادی کا شادی مرگ ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

چوتھا ضرر یہہ ہے کہ چھٹپن مین شادی ہوجانے سے طرفین کے شباب مین نقصان واقع ہوتا ہے۔ اور اولاد بہی ناقص و ناتوان (چوہون یا بلی کے بچون کی سی) پیدا ہوتی ہے ہمنے ایسے بہت لوگون کو دیکہا ہے جو بلوغت سے پہلے ہی معمولی کارروائی شروع کردیتے ہین۔ اور اس امر پہ نہ صرف وہ بذات خود مائل ہوتے ہین بلکہ اُنکے نادان دوست والدین خصوصاً انکی مائین انکو جابرانہ ترغیب سے اس طرف متوجہ کرتے ہین اور اس امر کو موجب کمال مسرت حصول ومراد دلی خیال کرتے ہین۔ جو درحقیقت کمال نامرادی وحماقت کی دلیل ہے۔

اور اگر وہ نادان دوست اپنی اولاد کے شباب کو حد پختگی اور کمال تک (جو ہمارے خیال مین اس ملک ہند کی آب وہوا کے لحاظ سے مرد کے لئے پچیس سالہ عمر ہے اور کم سے کم بیس سالہ۔ اور عورت کے لئے بیس سالہ عمر ہے اور کم سے کم سولہ سالہ۔) پہنچنے دین۔ اسکے بعد انکی شادی کرین تو طرفین اپنی عمر سے اپنی شباب سے اپنی ازواج سے کامرانی کے ساتھہ نفع اُٹھاوین اور اُنکے بال بچے بہی قوی وتوانا پیدا ہون اور اس اثناء مین وہ دینی دُنیوی کمالات کو بھی حاصل کرلین اور انکے ذریعہ سے اُن ضررون سے بچ جانے کے سامان بہم پہنچالین جنکو ہم اوپر بیان کرچکے ہین۔

ہمارے ہادی وبانی مذہب کو بہی یہی امر مدنظر ہے اسی نظر سے آنحضرت نے حدیث سابق الذکر مین جوانون ہی کو حکم نکاح سے مخاطب فرمایا ہے۔ اور اسی نظر سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اہل اسلام کے اسلاف کی یہی سنت مستمرہ چلی آتی ہے کہ انہون نے جوان ہوکر نکاح کیئے ہین اسلاف کیا؟ اخلاف و متاخرین اُن دیار کا (جنکو ہندوستان کا قرب و جوار نہین ہے) عملدرآمد ابتک اسی سنت پر ہے تمنے کبھی سُنا نہ ہوگا کہ خراسان یا ایران یا عرب وغیرہ اسلامی دیار مین پانچ سات برس کے لڑکے کا اسکی والدین نے نکاح کردیا ہو یہہ رسم صرف ہندوستان مین ہی ہے۔ اور مسلمانون نے اسمین صرف ہندؤن کی شاگردی کی ہے۔

اس ضرر کے مقابلہ مین **اگر کوئی** یہہ ضرر **بیان کرے** کہ چھٹپن مین شادی نہ ہونے سے بدکاری کا خوف ہے جو لوگ شروع بلوغت مین محل قضاء حاجت نہ پائینگے وہ غیر محل مین حاجت رفع کرینگے اسمین ہی شباب کو تو خواہ نخواہ نقصان پُہنچیگا پھر یہہ نقصان اپنے محل پر ہندرہ کر کیون نہ ہو جسمین گناہ سے تو انسان بچ رہے۔ **اسکا جواب** یہہ ہے کہ جسقدر نقصان شباب درصورت موجود ہونے محل کے بے روک ٹوک ہوسکتا ہے اسقدر غیر محل مین نہین ہوتا کیونکہ محل غیر مین بہت سی روکین اور مشکلین حائل اور عائق ہوتی ہین۔

رہا خوف معصیت سو ساوی ہے جو ازلی شقی ہین اور انکی طینت مین خیانت و بدکاری کا مادہ موجود ہے وہ محل کے موجود ہونے پر بھی غیر محل سے نہین چوکتے اور جو سعید اور نیک طینت ہین وہ محل کے موجود نہ ہونے پر بھی غیر محل کی طرف نظر نہین کرتے اور اپنی حاجت کو عدم استطاعت و عدم موجودگی محل کی حالت مین اور طرح سے جسمین معصیت دامنگیر نہ ہو رفع کرتے ہین صبر کرتے ہین (جیسا کہ خدا تعالی نے انکو فرمایا ہے کہ وہ بچین یہانتک کہ خدا اُنکو اپنے فضل سے غنی کردے یعنے وہ اسباب و سامان جو نکاح کے لئے

ولیستعفف الذین لایجدون نکاحاً حتّٰی یغنیہم اللہ من فضلہ (نور ع ۴)
و من لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لہٗ وجاء - (بخاری ومسلم) بکار مین ہم پہنچا دے) یا روزہ رکھتے ہین
چنانچہ رسول نے انکو ارشاد کیا ہے جو اوپر منقول ہوا -

الحاصل نیک طینت اور سعادتمندون کے لئے تو یہہ ضرر وہمی وخیالی ہے اِس وہم وخیال کی پیش بندی کے لئے انکو قبل از وقت بلا مین پہسانا مناسب نہین ہے اور جو شقی ازلی ہین انکو اس ضرر سے نکاح بہی مانع نہین ہے - پس جو ضرر چہارم ہمنے بیان کیا ہے وہ بلا مزاحمت ثابت ہے -

اِن ضررون کے سوائے اَور بہت ضرر چہوٹے بچون کی شادی مین ہین جنکو زیرک مسلمان (اگر وہ حجاب رسم کو آنکہون سے اٹہا دین) خود بخود سمجہہ سکتے ہین - ہم نے چند ضرر بطور تمثیل بتا دیئے ہین آئندہ وہ خود غور کرین -

اَصل اصول ہمارے اِس مضمون کا (اور جو اور اسی قسم کا ہم لکہین) یہہ ہے کہ مسلمان ہر امر مین مذہب سے ہو خواہ معاشرت سے اِس امر کو ملحوظ رکہین کہ اِسمین خدا اور رسول کا ارشاد کیا ہے اور رسم زمانہ اِس ارشاد کے مخالف ہے یا موافق - پہر جس امر کو موافق قول خدا اور رسول پاوین اسکو دستور العمل بناوین - جسکو مخالف پاوین اسکو بحکم کالائے بدبریش خاوند باید زد - اُن ہی کے حوالہ کرین جو اسکے بانی ومحدث ہون - خود اسلام مین داخل ہوکر غیر اقوام کی رسمون کو اختیار نہ کرین -

---

سوال

سوال - نکاح مین لحاظ کفو کس کس امر مین ہے - اور لحاظ اسکا کس درجہ تک ہے یعنی بطور شرط ہونے کے واسطے صحت نکاح کی ہے یا بطریق اولویت ومصلحت - اور دلی کو اُسمین کہانتک اور کس محل مین جائے اعتراض ہے - آیا اگر عورت بالغہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غیر قوم میں نکاح کرنا چاہے تو ولی روک سکتا ہے - ؟

الجواب - کفو ہمسری و برابری کو کہتے ہین - کُتب فقہ مین لائق اعتبار و لحاظ اس کفو مین کئی امور کو ٹھہرا رکھا ہے قومیت - حریت (یعنے اصیل ہونا غلام نہ ہونا) مال - دین - حرفہ - سلامتی ظاہری عیوب سے جیسے جنون جذام وغیرہ - پہر ان سب امور کے لحاظ مین سب فقہا کا اتفاق نہین ہے - بعضے فقط دین وظاہر حال کو لحاظ کرتے ہین اور بعضے اُسکے ساتھہ مال وحرفہ کو بہی ملحوظ رکہتے ہین - پہر بعضے ان امور کے لحاظ کو (جو انکے نزدیک لائق لحاظ ہین) شرط صحت نکاح ٹھہراتے ہین حتی کہ بدون تحقق ان امور کے نکاح کو صحیح نہین سمجھتے اور بعضے ان امور کو شرط صحت نکاح نہین جانتے - اور بدون تحقق بعض ان امور کے نکاح کو جایز بتلاتے ہین - تفصیل ان اقوال و مذاہب کی ہدایہ - **ردّ المحتار** شرح در المختار - **فتاوی عالمگیری - قسطلانی** شرح صحیح بخاری مین ہے - پس جس کے نزدیک قوم مین ہمسری کا لحاظ ضروری ہے اُسکے نزدیک ولی غیر قوم مین نکاح سے مانع ہو سکتا ہے -

ولیکن قرآن وحدیث کا اسمین یہہ فتوی ہے کہ کفو مین بدون اسلام ودیانت کوئی امر لائق ضروری لحاظ کے نہین اور نہ صحت نکاح کے لیے شرط ہے - اور نہ بدون فوت ہونے اس امر کے کسی محل مین ولی کو جائے اعتراض ہے - خواہ غیر قوم سے نکاح ہو - خواہ غنی عورت کا مسکین سے - یا اصیل کا غلام سے - وعلی ہذا القیاس ان امور کا لحاظ حتی الامکان ہو سکے تو اولی وبہتر ہے † نہ ہو تو کچہہ مضایقہ نہین -

---

† سو بہی نہ اس نظر سے کہ اپنی قوم کو دوسرون سے بہتر سمجھین اور غیر قوم کو حقارت سے دیکھین یہہ تو عین کبر ہے اور در حکم شرک جسکی نسبت صاف وارد ہے لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر - یعنے جسکے دل مین ذرہ برابر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور نہ ولی کو انکے نوت ہونے سے گنجایش اعتراض ہے۔ **دلیل اسپر یہہ ہے** کہ مقنن قانون شرع نے بوقت نوت ہونے شرط دیانت و اسلام کے تو نکاح سے منع کیا ہے ولیکن قومیت کے نوت ہونے سے کسی کو نکاح سے نہین روکا بلکہ باوجود نوت ہونے اس شرط کے نکاح کرنے کا حکم دیا اور کئی نکاح کرا دیئے پس گویا برطبق "تصنیف را مصنّف نیکو کند بیان" یہہ صاف جتلا دیا کہ جہان کہین لفظ کفو محاورہ شرع مین وارد ہے وہان مراد شارع اس لفظ سے ہمسری دین مین ہے نہ ہمسری قوم یا مال مین اگر یہہ مراد ہوتی تو شارع اپنے قول کا خلاف نہ کرتا اسکی تفصیل مین کئی ایک آیات و احادیث وارد ہین۔

(۱) اللہ تعالی نے سورہ بقرہ مین فرمایا ہے۔

ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم (البقرہ ۲۷۶)

مت نکاح کر دو اپنی لڑکیون کا مشرکون سے جبتک کہ مسلمان ہو جاوین ہیشک غلام مومن (اصیل) مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمکو اچہا لگے۔

یہہ آیت صاف بتاتی ہے کہ ہمسری صرف اسلام مین ضروری ہے۔ بنا ًء علیہ اگر حرہ مومنہ غلام مومن سے نکاح کرلے تو جائز ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے زینب بنت جحش (اپنی چچا کی بیٹی) سے اپنے متبنی زید کا جو غلام تہا نکاح کرنا چاہا اور زینب اور اسکا بہائی اسکو غلام سمجہکر

۵ تکبر ہوگا وہ بہشت مین داخل نہ ہوگا۔ اور اسکی تفسیر مین آنحضرت نے فرمایا ہے۔ الکبر بطر الحق وغمط الناس۔ یعنے تکبر یہہ ہے حق کے آگے اتراوے۔ اور لوگون کو حقارت سے دیکہے۔ بلکہ صرف اس نظر سے لحاظ قومیت بہتر ہے کہ اسمین قوم کے ساتہہ احسان وصلہ پایا جاتا ہے۔ اور اپنے قرابتیون اور ہم قومون سے وفاداری و مرّوت کی (جو نکاح سے مدنظر ہوتی ہے) زیادہ امید ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متنفر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔:

وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللہ ورسوله امراً ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللہ ورسوله فقد ضل ضلالاً مبینا۔ (احزاب ۶۵)

مومن مرد اور عورت کو یہ لایق نہین کہ جب اللہ اور اُسکا رسول کچھہ حکم دے تو اُنکو اپنے کام کا اختیار باقی رہے۔ اور جس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی وہ کھُلم کھُلا بہک گیا۔

تفسیر معالم وغیرہ مین لکھا ہے کہ جب یہ آیت اُتری تو زینب اور اُسکا بہائی نکاح پر راضی ہوگئے اور نکاح منعقد ہوا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات مین فرمایا ہے۔:

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ حجرات ۶۳۔

اے لوگو ہمنے تمکو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدم اور حوّا) سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے و قبیلے پہچان کے واسطے بنادیئے تم مین سے عزّت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو پرہیزگار ہے۔ (یعنے عزّت و بڑائی قومیّت سے نہین) امام مالک نے اِس آیت سے اِس دعوی پر استدلال کیا ہے کہ بجز دین کسی امر مین کفو کا لحاظ نہین چنانچہ **قسطلانی** نے شرح بخاری مین ذکر کیا ہے۔

امام مالک نے جزماً کہا ہے کہ اعتبار ہمسری کا فقط دین سے مخصوص ہے کیونکہ

وقد جزم مالک رح بان اعتبار الکفاءة مختص بالدین لقوله علیه السلام الناس سواء لا فضل لعربی علی عجمی۔ انما الفضل بالتقوی۔ وقال اللہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ (قسطلانی)

آنحضرت نے فرمایا ہے سب لوگ برابر ہین عرب کو عجمی پر کچھہ بزرگی نہین۔ بزرگی پرہیزگاری ہی کے ساتھہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم مین سے اللہ کے نزدیک وہ بزرگ ہے جو پرہیزگار ہے۔

اور جو بعض علماء نے اِس آیت کا جواب دیا ہے کہ اِس آیت مین حکم آخرت کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیان ہے نہ دُنیا کا محض غلط ہے۔ قید آخرت کہین اسمین مذکور نہین پس ظاہر اطلاق (یعنے بے قید ہونا) کیونکر چھوڑا جا سکتا ہے علاوہ دُنیا مزرعہ آخرت ہے اور آخرت اسکا نتیجہ پس آخرت مین وہی بزرگ ہوگا جو دُنیا مین اللہ کے نزدیک بزرگ ہے اور جو پہلی آیت (ولعبد مومن) دنیاوی بزرگی غلام مومن کی اور حدیث نمبر ۸ مین بزرگی مسکین کی وارد ہے نیز اسی کی موید ہے۔

(۴)۔ اور آن حضرت نے فرمایا ہے۔ جب تم سے کوئی ایسا شخص جسکا دین و اخلاق پسند کرو نکاح چاہے تو اُس سے نکاح کردو نہ کروگے تو زمین مین بڑا فساد ہوگا یہہ حدیث اس مدعا مین صریح ہے کہ قوم وغیرہ کا لحاظ ضروری نہین دیندار ہو خواہ کوئی ہو۔

اذا خطب الیکم من ترضون دینه و خلقه فزوجوه ان لم تفعلوا تکن فتنة فی الارض وفساد عریض۔ رواہ الترمذی وغیرہ

(۵)۔ آنحضرت نے فرمایا ہے عورت سے چار باتون کے واسطے نکاح ہوتا ہے مال شرافت جمال دین پس تم دین والی پر کامیاب ہو یعنے دین کا لحاظ رکھو صرف حسب ونسب کا لحاظ مت کرو۔

تنکح المرءة لاربع لمالها ولحسبها و جمالها ولدینها فاظفر بذات الدین رواہ البخاری۔

(۶) آن حضرت کے عہد مین ابو حذیفہ صحابی نے اپنی بھتیجی کا (جو قریش سے تھی) نکاح اپنے غلام (سالم نامے) سے کر دیا۔

(۷) آن حضرت کے عہد مین ضباعہ بنت زبیر (جو قوم بنی ہاشم سے تھی) مقداد بن اسود کے نکاح مین تھی جو اُس سے قوم مین کمتر تھا۔

(۸) آن حضرت نے ایک مسکین کو (جسکے حق مین لوگون نے کہا تھا کہ یہہ نکاح چاہے تو کوئی اسکو نہ دے) ایک غنی سے (جسکے حق مین لوگون نے کہا تھا کہ یہہ جس سے نکاح چاہے وہ اسکو دیدے) افضل ٹھہرایا۔ یہہ احادیث اربعہ صحیح بخاری مین ہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہہ سب کی سب آیات و احادیث صاف ناطق ہین کہ شارع فی کفوین قومیت و مالدار ہونے کو ضروری نہین ٹھہرایا جس نے اُسکو ضروری ٹھہرایا ہے عقل سے ٹھہرایا ہے اسی واسطے امام المحدثین محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی کتاب جامع صحیح مین (جو جہان کی کتابون سے صحت مین فائق ہے اور بعد قرآن شریف اُسکا درجہ صحت مین مسلّم ہے)۔ ہمسری کو فقط دین ہی مین اعتبار کیا ہے اور قومیت اور مالداری مین ہمسری کو ساقط الاعتبار ٹھہرایا ہے جیسا کہ فرمایا ہے (باب دین مین ہمسری کے بیان مین اور بیان مین اس قول اللہ تعالیٰ کے کہ وہ ہی جسنے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اُسکو رشتہ دار و ناطہ دار بنایا ہے

باب الاکفاء فی الدین وقولہ تعالیٰ هو الذی خلق من الماء بشرًا فجعله نسبا و صهرًا۔ (صحیح بخاری)

لیئے اصل مین سب ایک جنس ہے ایک پانی کی پیدائش کسی ایک کو دوسرے پر ذاتی بزرگی نہین ہے۔ اِسکی تائید مین امام بخاری نے وہ چار حدیثین ذکر کی ہین جو ہم نے نمبرہ سے آخر تک نقل کی ہین۔

یہہ جواب ان لوگون کے لئے ہے جو کتاب و سنت سے استدلال و تمسک کو جائز سمجھتے ہین۔

رہے وہ لوگ جو بجز اقوال علما کچھہ نہین سُنتے اور بجز حوالہ کُتب فقہ مطمئن نہین ہوتے **انکے لئے جواب** یہہ ہے کہ اگرچہ بعض فقہانے ہمسری قومی کو لحاظ کیا ہے ولیکن وہ عرب کے واسطے ہے عجمیون کے حق مین اُنہون نے ہی صاف کہا ہے کہ انمین حریت و اسلام مین ہمسری کافی ہے نسب و قوم مین کچھہ ضرورت نہین اور چونکہ سوال ہندیون کے حق مین وارد ہے لہذا انکے حق مین بحکم فقہائے ہی ضروری نہ ہونا لحاظ نسب کا ثابت ہوتا ہے جیسے کہ قرآن اور حدیث سے عام طور پر ثابت ہے۔ **درمختار** مین ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وھذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریتہ اسلاماً۔

یہہ لحاظ ہمسری قومی عرب مین ہے رہی عجم (یعنے عجم کے سواء اور ملکون کے لوگ) سو ان مین آزاد ہونے اور مسلمان ہونے مین ہمسری کا اعتبار ہے۔ اور **فتاوی عالمگیری** مین ہے: موالی (یعنے عجمی لوگ) ایک دوسرے کے ہمسر ہین اور اس سے پہلے کہا ہے موالی عرب کے سوا اور لوگون کو کہتے ہین اور اس سے نیچے کہا ہے کہ ہمسری بحق عجم حریت و اسلام مین معتبر ہے کہ وہ انہین اوصاف کے ساتھہ فخر کرتے ہین نہ نسب کے۔

والموالی بعضہم اکفاء لبعض وقال قبلہ والموالی ھم غیر العرب وقال بعدہ وتعتبر الکفاءۃ فی الحریۃ والاسلام فی حق العجم لانھم یفتخرون بھما دون النسب ھکذا فی التبیین۔

ایسا ہی **تبیین الحقائق** مین ہے۔ اور **ہدایہ** مین ہے غیر عرب کے لوگون سے جنکا باپ اور دادا اسلام مین ہوا ہو وہ آپس مین ہم کفو ہین

اما الموالی فمن کان لہ ابوان فی الاسلام فصاعداً فھو من الاکفاء۔

ایسا ہی اور کتب فقہ مین ثابت ہے۔

پھر فقہا نے اس کفو قومی کا لحاظ عرب کے لئے ہی مرد کی جانب مین ضروری ٹھہرایا ہے۔ اور یہہ کہا ہے مرد کو دیکھا جاوے آیا وہ عورت کا قوم مین ہمسر ہے یا نہین۔ عورت کی جانب مین عرب کے لئے ہی اسکا لحاظ ضروری نہین ٹھہرایا اور یہہ نہین کہا کہ عورت کا مرد کے برابر ہونا ضروری ہے۔ **فتاوی عالمگیری** مین کہا ہے:

الکفاءۃ معتبرۃ فی الرجال للنساء للزوم النکاح کذا فی محیط السرخسی ولا تعتبر فی جانب الرجال للنساء کذا فی البدائع واذا تزوجت المرءۃ رجلاً خیراً منھا فلیس للولی ان یفرق بینھما

ہم کفو ہونا مردون کا عورتون کے لئے لزوم نکاح مین ضروری ہے۔ چنانچہ محیط سرخسی مین مذکور ہے۔ عورتون کا مردون کے لئے ہمسر ہونا ضروری نہین چنانچہ بدائع مین ہے۔ اور جب کوئی عورت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قال الولی لا یتغیر - ذبان یکون تحت الرجل من لا یکافئہا کذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی - (فتاوی عالمگیری)

کسی ایسے شخص سے نکاح کرے جو اس سے قومیت مین بہتر ہو تو ولی کو (فقہا کے نزدیک بھی) فسخ نکاح کا اختیار نہین ہے - کیونکہ ولی کو اس سے عار نہین ہوتی کہ کسی شخص کے نکاح مین اس سے کمتر عورت ہو - ایسا ہی امام **سرخسی کی مبسوط** کی شرح مین ہے -

اور ہدایہ مین بھی اسکی یہہ وجہ بیان کی ہے کہ شریف عورت کو رذیل شخص کے نکاح مین آنے اور اُسکے فراش ہونیسے انکار ہوتا ہے اسلیئے اسکا لحاظ ضروری ہے بخلاف اس صورت کے کہ ایک شریف کے نکاح مین کوئی رذیل عورت ہو کیونکہ وہ تو فراش ہوگی لہذا اسکا کمتر ہونا برا معلوم نہین ہوتا -

لان الشریفة تابی ان تکون مستفرشة للخسیس فلا بد من اعتبارها بخلاف جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغیظه دناءة الفراش -

بالجملہ خدا و رسول نے تو کسی مُلک اور کسی زمانہ کے کسی شخص کے لئے لحاظ کفو قومی کو ضروری نہین ٹھہرایا - اور فقہار نے بھی ہندیون کے لئے خصوصاً جانب عورت مین اسکا لحاظ ضروری نہین بتایا پھر معلوم نہین کہ ہمارے مُلک ہند کے لوگ اس ہمسری قومی کے لحاظ پر کیون اڑتے ہین - اور اس باب مین دین و شریعت کی کیا سند رکھتے ہین اس امر کو ایک دُنیاوی رسم کہین تو چندان محل تعجب نہین **محل تعجب** تو یہہ ہے کہ اس جاہلانہ و متکبرانہ رسم کو دین سمجھتے ہین اور دین کی آڑ مین دنیا کو پورا کرتے ہین -

زیادہ تعجب اُن لوگون پر ہے کہ اپنے آپکو **موحد و متبع** سنت کہتے ہین اور کتاب اللہ و سنت کی پیروی کے مدعی ہین پھر وہ ان جاہلانہ پابندیون سے نہین نکلتے - اپنی اولاد کے رشتے اپنی ہی قوم مین کرتے ہین گو وہ جہان کے عیوب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں مبتلا ہوں - غیر قوم میں (گو وہ شریف کیوں نہ ہو اور کیسے ہی پابند شریعت ہوں -) رشتہ نہیں کرتے - پھر وہ اس پابندیوں کی مجبوری سے اپنے بیاہ و شادیوں میں غیر قوم کی متابعت و موافقت سے انواع بدعات و محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں اور کچھ نہیں سوچتے کہ ان افعال کے ارتکاب پر ہمارا اتباع سنّت کہاں باقی رہتا ہے -

الحق ان لوگوں نے توحید و اتباع سنّت اسی کا نام سمجھ لیا ہے کہ نماز میں آمین کو پکار کر کہدیا اور رفع یدین کر لیا - اس سے ان لوگوں نے ان آیات و احادیث کو غور سے نہیں پڑھا -

لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن بالله والیوم الآخر - بقره ع ۲۲	نیکی یہی نہیں کہ مشرق یا مغرب کی طرف مونہہ کرلو نیکی والے تو وہ لوگ ہیں جو فلاں فلاں کام کریں جنکی آیۂ میں تفصیل ہے
یا ایها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطن - (بقره ع ۲۵)	ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نکرو
یا اهل الکتاب لستم علی شیئ حتی تقیموا التوراة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم - (مائده ع ۱۰)	اے کتاب والو - تم کسی بات پر نہ ہو جب تک تورات و انجیل کو اور جو تمہاری طرف خدا کی طرف سے اترا ہے قایم نکرو
وعن النبی صلعم ابغض الناس الی الله ثلثة ملحد فی الحرم و مبتغ فی الاسلام سنة الجاهلية و مطلب دم امرء مسلم بغیر حق لیهریق دمه - رواه البخاری -	آنحضرت نے فرمایا ہے تین شخص خدا کو سب سے زیادہ برے لگتے ہیں حرم (کعبہ) میں الحاد (کفر) کرنے والا - اسلام میں جاہلیت کی رسم نکالنے والا - کسیکا ناحق خون چاہنے والا کہ اسکو بہاوے
وعنه صلعم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد -	اور آنحضرت نے فرمایا ہے جو ہمارے دین میں وہ کام نکالے جو اس میں سے نہ ہو وہ کام یا وہ شخص مردود ہے

ان حضرات کو چاہئیے کہ ان آیات و احادیث میں غور کریں - اور ان جاہلانہ رسوم سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تائب ہو کر سارے کے سارے اسلام و سنت مین داخل ہون۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

السوال

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ یہہ جو رسم ہے کہ شادیون مین تین تین چار چار دعوتین کرتے ہین اور مُردہ کے لئے کہانا پکا کر برادری کو کہلاتے ہین یہہ فعل درست ہے یا نہین اور ایسے کہانے کا کہانا درست ہے یا نہین۔ بینوا توجروا

الجواب یہہ فعل ہی ناجایز ہے اور یہہ کہانا کہانا ہی درست نہین بحکم چند دلایل کے۔

دلیل اول یہہ کہ اسمین ریا پایا جاتا ہے اور ریا کا فعل شرک ہے اور وہ چیز جو نام کے لئے دیجاوے اسکا کہانا ناجایز ہے۔ ایک حدیث مین آیا ہے (پہلے دن کا کہانا حق ہے (یعنی وہ حاضری کی دعوت ہے جو نکاح سے متعلق نہین ہے۔) دوسرے دن کا سنت ہے (یعنی نکاح کا ولیمہ) تیسرے دن کا ریا و سمعہ (یعنے سنانے اور دکہانے کو) ہے

> طعام الیوم الاول حق و ثانی سنة والثالث سمعة و ریاء (مشکوۃ)

اور ایک حدیث مین آیا ہے۔ تہوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے مین سب شریکون سے غنی تر ہون۔ ساجہی سے جو کوئی عمل کرے جسمین میرے سوا کسیکو شریک کرے تو مین اسکو اور اسکی ساجہی کو چہوڑ دیتا ہون اور مین اس سے بیزار ہون۔

> ان یسیر الریاء لشرک۔
>
> انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ غیری ترکتہ و شرکہ وانا منہ بریٔ"۔ المتباریان لا یجابان ولا یوکل طعامہما۔ (مشکوۃ)

اور حدیث ابن عباس مین آیا ہے۔ جو دو آدمی ایک دوسرے سے بڑہکر دعوت کرین تو تم اسکو قبول نہ کرو اور نہ اُنکے کہانے کو کہاؤ) اور بہت ظاہر ہے کہ شادیون کے کہانون مین نام آوری مقصود ہوتی ہے نہ ثواب دعوت ولیمہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی واسطے وہ لوگ کہانا حسب رسم اپنی خاص قوم کے کرتے ہین اور اُسکی جگہہ دوسرا کہانا جائز نہین جانتے کوئی پلاؤ پکاتا ہے کوئی خشکہ کوئی میٹھے چاول کوئی کابچی کوئی پہلکیاں (پکوڑے) علیٰ ہذالقیاس ہر ایک شخص اپنی رسم قوم کو لازم سمجھتا ہے ایک دوسرے کی رسم کو نہین پکڑتا - اور یہہ دعوتین ایسی جگہہ کرتے ہین جہان اِنکا نام ہو اور لوگ دیکھین - اگر کوئی پردیس مین ہو تو وہان ایسا کہانا نہین کرتا اور جہان امید ثنا وخوف ملامت نہ ہو وہان کوئی نہین کرتا - یہہ سب علامات ریا کی ہین چنانچہ علی رضہ مرتضی وغیرہ اکابر سے **تنبیہ الغافلین** مین منقول ہین - **ایسا ہی مُردہ** کے کہانے کا حال ہے برائے نام تو ایصال ثواب کا دعویٰ کرتے ہین اور حقیقت مین نام آوری ہوتی ہے - اسی واسطے غنی برادری کو کہلاتے ہین مساکین کو پوچھتے بہی نہین اور وہی تخصیص دنون کی اور اقسام کہانون کے اسمین کرتے ہین اور قوم برادری سے باہر جہان امید ثنا نہ ہو اور نہ خوف ملامت یہہ کہانے نہین کرتے جبکہ ان دعوتون کا ریا و نام آوری کے واسطے ہونا ثابت ہوا تو کہانا اُنکا ناجائز ہوا اسواسطے کہ یہہ کہانے غیر اللہ کی قربت و رضامندی کے واسطے ہوئے اور متقرب لغیر اللہ کا کہانا ممنوع ہے یہی سبب ہے کہ نذر لغیر اللہ اور قبرون کا چڑہاوا اور ما اہل لغیر اللہ کا کہانا حرام ہے ان چیزون کو اللہ کے غیر کے نام پر اُنکی رضامندی کے لئے دیا جاتا ہے - اسلئے یہہ حرام ہوئین ایسا ہی ان دعوتون کو سمجھنا چاہئیے جو برادری یا عام لوگون کی رضامندی کے واسطے یا اپنے نفس کی مدح کے لئے کئے جاتے ہین - اگر کوئی ان بزرگون یا قبرون یا تہانون کو جنکے لئے یہہ نذرین ملتے ہین اور چڑہاوے لیجاتے ہین غیر اللہ جانے اور برادری و عام لوگون یا اپنے نفس کو غیر اللہ نہ مانے تو وہ نادان ہے کیا برادری یا عام لوگ یا اسکا نفس غیر اللہ نہین ہے - اگر کوئی **اعتراض** کرے کہ ریا تو اس [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہی لگتی ہو اور جو امر سرے سے محض دُنیا کے واسطے کیا جاوے اُسکو ریا کہان کہہ سکتے ہین جیسے خرچ کرنا ناچ مین یا آتش بازی مین یا عوض زنا مین یا دُنیا کی دوستی و آشنائی مین ایسا ہی اگر کوئی ان دعوتون مین شادی یا مرگ کے دُنیا کے واسطے بدون نیت ثواب خرچ کرے تو کہان ریا متصور ہے - تو **جواب** اسکے دو ہین - **اوّل** یہہ کہ بیشک یہہ محل محل اخلاص و ارادہ ثواب ہین اور شرع مین انکے لئے وجود ہے طعام نکاح کو شرع نے ولیمہ کہا ہے اور اسپر رغبت دلائی اور طعام میت کو صدقہ عن المیت نام رکہا ہے اور اسپر ترغیب دلائی اور خود شارع نے یہہ سب کام کئے پس بلا شُبہ یہہ محل اخلاص ہوئے اور لوگ بظاہر دعوی بہی یہی کرتے ہین کہ ہم ولیمہ کا کہانا کرتے ہین اور میت کو ثواب پہنچانے کے لئے یہہ کہانا کرتے ہین پس جب اسمین نام آوری مقصود ہوگی اور لوگون کی رضامندی مطلوب تو صاف ریا ہوگا -

جواب دوم یہہ کہ اگر کوئی صاف ہی کہدے کہ ہم ان دعوتون مین ارادہ ثواب نہین رکہتے اور انکو دین نہین جانتے محض دُنیا کے واسطے کرتے ہین جیسے ناچ کراتے ہین اور آتش بازی چہوڑواتے ہین اور دُنیا کے دوستون و آشناؤن کو شوق سے کہلاتے ہین تو پہر ہم اسکو ریا نہ کہینگے اسراف و رسم بد نام رکہینگے اور ان دو دلیلون دلیل دوم و سوم سے جو آیندہ مذکور ہوتی ہین انکا حرام ہونا ثابت کرینگے -

دلیل دوم یہہ کہ ان دعوتون مین صرف بیجا پایا جاتا ہے جسکو شرع نے اسراف کہا ہے اور حرام کر دیا ہے - اللہ تعالی نے فرمایا ہے اسراف نہ کرو اسراف کرنیوالے شیطانون کے بہائی ہین اور شیطان خدا کا منکر و ناشکر - اور فرمایا اللہ نے

ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کھو۔ ۔ وقال والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما۔

بندے وہ ہین کہ جب وہ خرچ کرتے ہین تو اسمین زیادتی و کمی نہین کرتے اسلئے بیچ مین رہتے ہین۔

اور صرف بیجا ہونا ان دعوتون کا محل حفار و محتاج بیان نہین سب کوئی جانتا ہے کہ ان دعوتون مین کوئی نوع برّ و صلہ کا نہین ہوتا۔ اگر ایک دفعہ کہلاتے ہین تو اُسکے عوض مین کئی دفعہ زبردستی سے کہاتے ہین۔ اور گن گن کر بدلے لیتے ہین۔ برّ و صلہ رحمی تب ہو جب اُسکو زبان پر نہ لاوین۔ اسکا عوض نہ چاہین جس سے اُمید عوض نہ ہو اُسکو بہی ویسے ہی دین جیسے امید کی جگہہ دیتے ہین ایسی دعوتون کے کرنے کی کچھہ ضرورت نہین نہ کرنے مین کچھہ حرج نہین بلکہ کرنے مین طرح طرح کے حرج ہین قرضدار زیر بار ہو جاتے ہین ملک و معاش فروخت کر دیتے ہین سودی روپیہ لکلواتے ہین کہاتے کہلاتے طعن تشنیع کرتے ہین۔ اگر سب کے سب ملکر یہہ رسمین چھوڑ دین تو نہ کوئی کسی کو بُرا کہے نہ طعن کرے نہ اُن بلاؤن مین کوئی مُبتلا ہو۔ بااین ہمہ جب کہانے پکتے ہین تو کچھہ انداز نہین رہتا ایک آدمی کی جگہہ دو آدمی کا کہانا پکتا ہے اور اندہا دُہند لُٹاتے ہین۔ ایک رکابی کوئی مانگتا ہے تو وہان دو چار حاضر کی جاتی ہین چہچہ گہی کا جہان بکار ہو وہان برتن اُلٹایا جاتا ہے کسی طرح نام رہے بدنامی نہ ہو جائے۔ خاص کر پنجاب کے راجپوتون کی قوم مین رجو مراسیون کے خوش کرنے کو گہی کے کُپے انڈیل دیتے ہین + جس جیت کی آواز سُننے پر یہہ سب کچھہ کرتے ہین۔ جس قوم مین یہہ رسم ہے کہ لوگون کے مکانون گہرون مین کہانا بہیجتے ہین وہ حسب رواج اسقدر کہانا بہیجتے ہین جو اُنکے کہانے

+ یہہ ہندی لفظ ہے اسکو مراسی لوگ اُسوقت بولتے ہین جب وہ کسی کی دعوت مین خوش ہو کر اسکو نیک نامی کی سند یا سارٹیفکٹ دینا چاہتے ہین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مین نہ آوے اُسکو جانورون کو کہلا دین ۔ یا دسوین حصہ قیمت کو فروخت کرین انکا تو اِس کہانیسے یہہ کام نکلا اور دینیوالا برباد ہو گیا ۔ اِس واقعی بیان سے سب کسی کو یقین ہوگا کہ یہہ دعوتین صرف بیجا بلا محل اور داخل اسراف و تبذیر ہین جسکو قرآن منع کرتا ہے ۔

دلیل سوم یہہ کہ اُن دعوتون مین رسوم خارج از اسلام کا التزام پایا جاتا ہے اور بعضے تو خاص قوم ہنود ہی کے معمولات ہین جیسے کہانون کے بعض خصوصیات اور طعام میت کے لئے تخصیص بعض اوقات اور التزام رسوم خارج از شریعت خصوصاً معمولہ کفار حرام ہے صاحب شریعت نے مخالف رسوم غیر ملت سے خواہ وہ رسوم عادات مین ہون خواہ عبادات مین خواہ امور دنیاوی سے ہون خواہ دینی سے صدہا مواضع مین منع کیا ہے جنکی تفصیل اس مقام مین دشوار ہے لہذا چند مثالون کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔

(۱) آن حضرت نے فرمایا ہے مشرکون کا خلاف کرو داڑہیان بڑہاؤ اور موچہین کتراؤ ۔

خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب ۔ مشکوۃ ص۳۸۰

جو موچہین نہ کترواے وہ ہم مین سے نہین ۔

من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا ایضاً ص۳۸۰

(۲) آنحضرت نے عبداللہ بن عمرو بن عاص پر کسم کے رنگے ہوئے کپڑے دیکھے تو فرمایا کہ یہہ کفار کا لباس ہے اِنکو مت پہنو ۔

عن عبد اللہ رای رسول اللہ علی ثوبین معصفرین قال ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسہما ۔ ایضاً ص۳۶۶

(۳) آن حضرت شنبہ اور اتوار کے دن ضرور روزہ رکہتے اور فرماتے یہہ مشرکون کی عید کے دن ہین اسلئے مین انکی مخالفت کو پسند کرتا ہون ۔

کان رسول اللہ یصوم یوم السبت ویوم الاحد اکثر ما یصوم ویقول انہما ایام عید للمشرکین فانا احب ان اخالفہم ۔ مشکوۃ

اسی قسم کے اور بہت مواضع (جنہین آنحضرت نے عادات و عبادات مشرکین سے اجتناب کیا اور اجتناب کا حکم دیا) کتب حدیث مذکورہ مین جو اسوقت ہمارے سامنے موجود ہین مگر ان سب کی نقل و تفصیل مین تطویل ہے ۔ اہل ماننیوالون کے لیئے یہی چند تمثیلات بس ہین ۔

© rasailojaraid.com